تاثرات

گزشتہ سال ۲۵ دسمبر کو جو قائدِ اعظم کی تاریخِ پیدائش ہے ہم نہایت سوگوار تھے۔ مشرقی پاکستان میں قیامت برپا تھی۔ ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کی تباہی کا المیہ وہاں پھر دہرایا جا رہا تھا۔ ہم سامراجیوں کی کھلی جارحیت کا شکار بنائے گئے تھے اور ہمارے ملک کا ایک بازو کاٹ دیا گیا تھا۔ ہم ایسی شکست سے دوچار ہوئے تھے جس کی کوئی مثال محمد بن قاسم سے لے کر محمد علی جناح تک اسلامی ہند کی طویل تاریخ میں نہیں ملتی۔ مشرقی پاکستان پر دشمن نے قبضہ کر لیا تھا اور مغربی پاکستان کا وجود بھی خطرے میں تھا۔ لیکن اللہ کا فضل ہمارے شاملِ حال تھا، اس لیے یہ علاقہ محفوظ رہا۔ خطرات کا طوفان رُک گیا اور مصائب کی تاریک گھٹائیں چھٹ گئیں۔ تائیدِ ایزدی سے صدر بھٹو نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیئے۔ خارجی ریشہ دوانیاں کم ہو گئیں۔ داخلی انتشار ختم ہوا اور ایک سال کے مختصر عرصہ میں ہم اس قابل ہو گئے کہ اپنے محبوب قائد اور اپنی مملکت کے عظیم المرتبت بانی کی تاریخِ پیدائش کسی قدر سکون و اطمینان سے منا سکیں اور اپنا محاسبہ کر کے خود اپنے ضمیر سے یہ سوال کریں کہ ہم قائدِ اعظم کی امانت میں خیانت کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں یا نہیں۔ اور اگر ہوئے ہیں تو پھر ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کی تلافی کس طرح کر سکتے ہیں۔

قائدِ اعظم کی قیادت سے پہلے مسلمانوں کی جو مایوس کن حالت تھی، ان کے زمانۂ قیادت میں اس قوم میں جو حیرت انگیز انقلاب رونما ہوا اور ان کی وفات کے بعد پاکستان کو جن افسوس ناک حالات کا سامنا کرنا پڑا اگر ہم بہ نظرِ غائر ان کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو جائے گی کہ قائدِ اعظم ایک ایسے عظیم انسان اور دیدہ ور قائد تھے جن کی ندرتِ فکر، جوشِ عمل، ایمان و ایقان، خلوص و صداقت، تدبر و فراست اور عزم و استقلال نے ایک زوال پذیر قوم میں ایسی زبردست بیداری اور اپنے نصب العین کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کر دیا کہ اس نے ناممکن کو بھی ممکن کر دکھایا اور ان کے بعد عنانِ قیادت جب ایسے افراد کے ہاتھوں میں آئی جو اس کے اہل نہ تھے تو یہی بیدار قوم رفتہ رفتہ خوابِ غفلت میں مبتلا ہو گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان برِ عظیم پاک و ہند کی ممتاز ترین قوم ہیں۔ وہ ایک ہزار سال تک اس

برِعظیم میں حکمراں قوم رہے۔ اور حکومت و سلطنت سے محروم ہوجانے کے بعد انگریزی عہدِ حکومت میں بھی ان کا قومی امتیاز برقرار رہا اور اس برِعظیم میں صرف وہی ایک مستقل قوم تسلیم کیے گئے۔ کیونکہ ہندو تعداد میں بہت زیادہ ہونے کے باوجود ایک متجانس قوم نہیں اس لیے ان کا کوئی مثبت قومی وجود بھی نہ تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے بھی جو تقسیم کر رکھی تھی وہ "مسلم اینڈ نان مسلم" کی تقسیم تھی۔ لیکن جب انگریزوں نے اس ملک میں اپنا پسندیدہ جمہوری نظام نافذ کیا اور اکثریت کی حکومت کو عملی شکل دینے کی کوشش ہونے لگی تو برِعظیم کی واحد متجانس اور ممتاز قوم کو اقلیت قرار دے کر اسے ایک دائمی مذہبی اکثریت کی دائمی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی تدبیریں اختیار کی جانے لگیں۔ قائدِ اعظم کا بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اس زبردست اور تباہ کن سازش کو ناکام بنا دیا اور ان کی حیات افروز قیادت میں برِعظیم پاک و ہند کے مسلمان جداگانہ قوم کی حیثیت سے منظم و متحد ہو کر اپنے علاقوں میں اپنی قومی مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔

قائدِ اعظم کامیاب قیادت کی ایک فیض آفریں مثال ہیں۔ ربع صدی تک وہ آزادیٔ ہند کے لیے جدوجہد کرتے رہے، اور ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک ان کی ذات برِعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کی تحریکِ آزادی کا مرکز و محور بنی رہی۔ انھوں نے اپنی قوم کو خود شناس بنایا۔ اس کو ایک نصب العین دیا اور اس میں اتحاد و تنظیم اور ایمان کی وہ زبردست قوت پیدا کر دی جس سے وہ تمام مشکلات اور رکاوٹوں پر غالب آئی اور حصولِ مقصد میں کامیاب ہوئی اور آج بھی اہلِ پاکستان ان کے بتلائے ہوئے راستے پر گامزن اور ان کے دیئے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر حالات کو سنوار اور مستقبل کو نکھار سکتے ہیں۔ قائدِ اعظم کا فانی جسم باقی نہیں رہا مگر ان کی لافانی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی اور ہم اس حقیقت کو برابر محسوس کرتے رہیں گے کہ:

گہنا گیا وہ چاند مگر اس کے نور سے
دیوار و در وطن کے ہیں تاباں اسی طرح

(رزاقی)